[Type here]

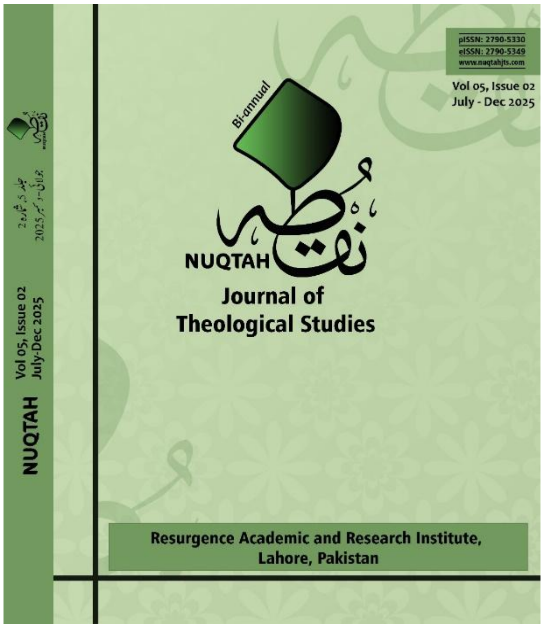

Nuqtah journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages : English, Urdu, Arabic

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published by

Resurgence Academic and Research Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

قرآنی دلائل کی روشنی میں سورۃ الرحمٰن میں پوشیدہ سائنسی حقائق: تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY: EXPLORING THE SCIENTIFIC FACTS EMBEDDED IN SURAH RAHMAN IN THE LIGHT OF QURANIC ARGUMENTS

Sadia Talat Butt
Research scholar: Master of Philosophy
Email: sadiatalatbutt@gmail.com

Dr Shams ul Arifeen
Associate Professor Department of Islamic Studies The University of Lahore.
Email: Shams.arifeen@ais.uol.edu.pk

Published online: 01 Dec, 2025

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found athttps://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

Abstract

Surah Rahman is a remarkable and the most distinguished chapter of the Holy Quran. This research adopts a qualitative and analytical methodology. The Surah has the quality to stand alone leading all the surahs of Quran highlighting the basic principles of Islam. This Surah contains profound and multilayered meanings. Numerous studies have been conducted to examine its broader aspects including its stylistics features, thematic coherence, wisdom underlying its repetitive verse and even medical studies affirming its therapeutic impact on human mind and soul providing calm and comfort to patients. Furthermore, its deep insightful verses also point towards scientific facts. Although individual verses of Surah Rahman have been analysed specifically through scientific perspectives, there still remains a significant gap in scholarship regarding a comprehensive scientific exploration of the collective verses in the entire Surah. The study has importance because these verses collectively shed light on diverse scientific domains, highlighting the relation between revelation and scientific understanding. It explores the hidden scientific facts embedded in Surah Rahman substantiated through Quranic evidence with the aim of acquiring true knowledge under divine wisdom.

Conclusion:

A detailed analysis of the verses of Surah Rahman collectively, that reflect scientific elements, it becomes clear that this Surah conveys profound truths and deep insights in a highly concise, comprehensive and eloquent manner. The Surah possesses full command over multiple domains of science simultaneously. It awakens human consciousness by contrasting the material phenomena of the world with the infinite reality of Hereafter.

Keywords: Surah Rahman, science, Quran, facts, light.

تعارفِ موضوع:

سورۃ الرحمٰن قرآن کریم کی سب سے منفرد اور نمایاں سورۃ ہے۔ اس کا اسلوبِ بیاں قرآن کی دیگر سوتوں سے منفرد ہے۔ اس کی آیات مختصر، انتہائی جامع تیز رَو اور وسیع المعنی ہیں۔ محققین اس کے مضامین کی گہرائی سے متفق ہیں۔ یہ سورۃ اپنے اندر اعلیٰ سطح سے بڑھ کر معنی رکھتی ہے جس کی وجہ سے اس پر مختلف پہلوؤں سے تحقیقات کی گئیں ہیں۔ ان میں اس کا صوتی انداز، اسکے مضامین کی گہرائی، اس کا اسلوبِ بیاں اور اس سورۃ کی مختلف آیات پر کی گئی سائنسی تحقیقات قابلِ ذکر ہیں علاوہ ازیں اس سورۃ پر کی گئی میڈیکل ریسرچ یہ ثابت کرتی ہیں کہ سورۃ الرحمٰن کی تلاوت ایک زبردست تھراپی ہے جو انسانی ذہن اور روح پر مثبت اثرات مرتب کرتی ہے جس سے جسمانی صحت میں بھی بہتری رُونما ہوتی ہے تاہم اس سورۃ کی وہ تمام آیات جو اپنے اندر سائنسی پہلو رکھتی ہیں اُن کا جامع جائزہ لینے کی تشنگی ابھی علمی حلقے میں باقی ہے۔ اس تحقیق میں جدید سائنسی تحقیقات اور دیگر قرآنی آیات کی روشنی میں سورۃ الرحمٰن کی آیات کے حقائق کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ الہامی علم کی بنیاد پر درست اور معتبر نتائج اخذ کیے جاسکیں۔ اس تحقیق میں سورۃ الرحمٰن کی اُن تمام آیات کو ہی صرف شامل کیا گیا ہے جو سائنسی پہلو رکھتی ہیں۔

آیت نمبر 3: ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾

مفسرین اور محققین سورۃ الرحمٰن کی آیات کو وسیع المعنی ہونے کے اعتبار سے متعدد زاویوں سے دیکھتے ہیں۔ ذیل میں قرآنی آیات کی روشنی میں، اس سورۃ کی آیات کا جائزہ سائنسی پہلو سے لیا جارہا ہے۔ سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر 3 ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ سے آغاز کرتے ہوئے غور کریں تو اس میں انسان کی تخلیق کی طرف توجہ دلائی

گئی ہے پھر اسی سورۃ کی آیت نمبر 14 میں ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ﴾ کہہ کر اس کی تخلیقی حقیقت کو واضح فرمایا گیا ہے۔ ان دونوں آیات کو دیگر قرآنی آیات اور سائنسی حقائق کے ذریعے سمجھنا ضروری ہے تاکہ ان دونوں آیات کا ربط عیاں ہو اور حقیقت واضح ہو جائے۔

قرآن اور سائنس دونوں ہی انسان کے تخلیقی مراحل بیان کرتے ہیں تاہم فرق یہ ہے کہ قرآن اِن تخلیقی مراحل کو نقطہ آغاز سے بیان فرماتا ہے اور پھر اُن مراحل کی طرف توجہ دلاتا ہے جنھیں سائنس آج کے دور میں بیان کرتی ہے، اسلئے پہلے قرآنی آیات پر بالترتیب غور کیا جارہا ہے تاکہ تخلیقی مراحل کو قرآن کے ذریعے سمجھا جاسکے اور ساتھ ساتھ سائنسی حقائق سے بھی پردہ اُٹھایا جارہا ہے۔

قرآن بیان فرماتا ہے:

﴿اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا﴾[1]

ترجمہ: کیا انسان کو یاد نہیں کہ ہم نے اس سے پہلے اسے تخلیق کیا اور وہ کچھ نہ تھا۔

﴿اَلَّذِيْ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ﴾[2]

ترجمہ: وہ ذات جس نے ہر چیز کو احسن بنایا اور انسان کی تخلیق کی ابتداء مٹی سے کی۔

مندرجہ بالا آیات کو سامنے رکھا جائے تو قرآن کے مطابق انسان پہلے کچھ نہ تھا پھر مٹی سے اس کی تخلیق کی ابتداء کی گئی۔ مندرجہ بالا آیت میں "مٹی" کے لئے "طین" کا لفظ آیا ہے لیکن تخلیقِ انسانی میں استعمال ہونے والی مٹی کون سی ہے اس کا فہم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ قرآن میں انسان کے تخلیقی مراحل میں مٹی کے بارے میں کئی وضاحتیں بیان کی گئی ہیں اور دوسری طرف سائنس بھی مٹی کی کئی اقسام بیان کرتی ہے اس لئے مندرجہ ذیل میں پہلے مٹی کے بارے میں قرآن اور سائنسی معلومات کا مکمل طور پر جائزہ لیا جارہا ہے۔

مٹی کی بنیادی طور پر چار اقسام ہیں۔ (silt,loam, sand, and clay)، ان چار اقسام میں مختلف صلاحیتیں پائی جاتی ہیں جو (texture) میں، پانی کو اپنے اندر ٹھہرانے میں اور (nutrient content) یعنی غذائی عناصر میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں تاہم مستند انگریزی کتاب[3] جو مٹی کے بارے میں دیگر سائنسی معلومات فراہم کرتی ہے اس کے جامع مطالعے کے بعد ان معلومات کو مختصر اور آسان الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ مٹی میں بہت سے خوردبینی جاندار پائے جاتے ہیں جو مٹی میں مختلف تبدیلیاں پیدا کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ جبکہ تخلیقِ انسان کے بارے میں قرآن کی طرف مزید رجوع کرنے پر مٹی کے بارے میں یہ وضاحت بھی ملتی ہے کہ

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾[4]

ترجمہ: ہم نے انسان کو سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا۔

مندرجہ بالا آیت کے مطابق انسان کی تخلیق سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے ہوئی تاہم اس حقیقت کا سائنسی زاویے سے مشاہدہ کیا جائے تو سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی کیسے بنتی ہے یہ بھی قابلِ غور ہے۔ مٹی میں (Organic matter) پایا جاتا ہے ، یہ وہ مادہ ہے جو پودوں، جانوروں یا مائیکروبیل جاندار کے باقیات سے بنتا ہے، کیونکہ یہ (Organic matter) یعنی نامیاتی مادہ، پانی کو جذب کرنے اور اپنے اندر پانی کو ٹھہرانے کی صلاحیت رکھتا ہے اس لئے اس میں نمی پائی جاتی ہے اور جب یہ گل سڑ جاتا ہے تو اسے (humus) کہتے ہیں۔[5] یہی (humus) مٹی کی ساخت، اُسکی زرخیزی اور مٹی میں پانی ٹھہرانے کی صلاحیت کو بہتر بناتا ہے۔ یہ ہیومک مادہ نمی کے خاص تناسب کے باعث گلنے سڑنے کے لئے زیادہ حساس ہوتا ہے[6]۔ اس کا کچھ حصّہ گلنے سڑنے کی وجہ سے بدبو پیدا کرتا ہے اور کچھ حصّہ پروٹین کے ساتھ مل کر کیمیائی طور پر یکجان ہو جاتا ہے[7]۔ جبکہ یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ (topsoil) یعنی سب سے اوپر کی سطح کی مٹی میں (humus) مناسب مقدار میں پایا جاتا ہے لیکن اگر مٹی میں (humus)

موجود ہو تو اسے حسبِ منشاء ڈھالا نہیں جاسکتا ہے چنانچہ منطقی طور پر، وہ گلی سڑی مٹی جس میں (humus) پایا جائے اس سے انسان کی تخلیق ممکن نہیں کیونکہ اس کو حسبِ منشاء ڈھالنا ممکن نہیں، یعنی مٹی کی کسی اور قسم کو پرکھنا ضروری ہے تاکہ یہ جانا جاسکے کہ تخلیقِ انسانی میں استعمال ہونے والی مٹی کیسے "سڑی ہوئی اور کھنکھناتی ہوئی" کہلائی۔

سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ مٹی کی ایک قسم (clay soil) بھی ہے جسے عام اصطلاح میں چکنی مٹی کہتے ہیں اور عام طور پر مٹی کی اشیاء بنانے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔(clay soil) حاصل کرنے کے لئے اُوپری سطح کی مٹی میں سے (humus) کو نکالا جاتا ہے تاکہ صاف چکنی مٹی حاصل ہو اور مٹی کو جیسا چاہے ویسا ڈھالا جاسکے۔ لیکن مندرجہ بالا آیت میں "سڑی ہوئی مٹی" کا تذکرہ ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ تخلیقِ انسانی میں استعمال کی جانے والی مٹی میں بدبو کا عنصر تھا، اس صاف چکنی مٹی میں بدبو کا عنصر کیسے پیدا ہوتا ہے کہ وہ" سڑی ہوئی" کہلائے اور حسبِ منشاء ڈھالا جانا بھی ممکن ہو، اس کے لئے مندرجہ ذیل آیت کو بھی زیرِ نظر رکھنا مناسب ہے، قرآن بیان فرماتا ہے

﴿ خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ﴾[8]

ترجمہ: اور ہم نے اُن کو لیس دار مٹی سے پیدا کیا۔

درحقیقت صاف اور چکنی مٹی میں لیس کیسے پیدا ہوتی ہے، اس کے لئے مٹی کے لیس دار ہونے کا عمل بھی سائنسی نقطۂ نظر سے توجہ طلب ہے، تاکہ انسان کی تخلیق کے پس منظر کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

سائنسی اصطلاح میں تازہ بُھس بھی (organic matter) کہلاتا ہے اور (humus) کو بھی (organic matter) کہتے ہیں۔ لیکن تازہ بُھس اور (humus) کے درمیان فرق یہ ہے کہ (humus) مکمل طور پر گلا سڑا (organic matter) ہوتا ہے، جبکہ تازہ بُھس ابھی گلنے سڑنے کے مرحلے سے نہیں گزرا ہوتا۔ اگر چکنی مٹی یعنی (clay soil) میں تازہ بُھس ملایا جائے اور اس میں پانی بھی شامل ہو جائے اور اس میں ہوا کا داخلہ نہ ہو، تو وقت گزرنے کے ساتھ یہ مٹی بھی بدبودار بن جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے ماحول میں وہ جراثیم سرگرم ہو جاتے ہیں جو آکسیجن کے بغیر کام کرتے ہیں اور گلنے سڑنے کے عمل کو تیز کرتے ہیں۔ یہی عمل مٹی کو لیس دار، چپچپا اور بدبودار بنا دیتا ہے۔ بعد ازاں، اس گیلی اور لیس دار مٹی کو جس شکل میں ڈھالا جائے، وہ اسی صورت میں سوکھ کر سخت ہو جاتی ہے[9]، اور خشک ہونے کے بعد کھنکنے کی آواز بھی پیدا کرتی ہے۔ جسے سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر 14 ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ﴾ بیان کرتی ہے۔ مٹی کی وضاحت میں مزید قرآن یہ بھی بیان فرماتا ہے کہ

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ﴾[10]

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔

یہاں "سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ" کے الفاظ آئے ہیں جس کو مترجمین "مٹی کا جوہر، کشید، ست وغیرہ" جیسے الفاظ سے بیان کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا معلومات، مٹی کی اقسام، اسکی خصوصیات، اس میں ہونے والی (micro-organism activities) کا جائزہ لینے کے بعد اور قرآنی دلائل کی روشنی میں یہی واضح ہوتا ہے کہ انسان کی تخلیق ایسی چکنی مٹی سے کی گئی جس میں تازہ بُھس شامل ہونے کی وجہ سے لیس دار بنی اور گلنے سڑنے کے عمل سے بدبودار ہوئی اور سوکھنے پر آواز بھی پیدا کرنے لگی اور کیونکہ قرآن" سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ" کے الفاظ بھی بیان فرماتا ہے تو مزید واضح ہو گیا کہ یہ ایسی مٹی کا ذکر ہے جس میں مٹی کی تمام خصوصیات پائی گیئں یعنی بہترین مٹی۔

اب سورۃ الرحمٰن کی انتہائی جامع آیت نمبر 3 ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ کی طرف غور کرنے کی ضرورت ہے جس کی گہرائی کو سمجھنے کے لئے دیگر قرآنی آیات کی طرف رجوع کیا جارہا ہے۔ انسان کے اگلے تخلیقی مراحل کو قرآن کچھ یوں بیان فرماتا ہے۔

﴿خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ﴾[11]

ترجمہ: وہ ایک اُچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔

﴿اَلَمْ نَخْلُقكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ﴾[12]

ترجمہ: کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا۔

﴿ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ﴾[13]

ترجمہ: پھر نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا۔ یہی نطفہ رحم مادر میں جا کر سکونت اختیار کرتا ہے۔

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾[14]

ترجمہ: انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔

﴿يخلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ﴾[15]

ترجمہ: وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا ہے، تین تین اندھیروں میں یہی اللہ تمہارا رب ہے، اسی کے لئے بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں بہک رہے ہو۔

مذکورہ بالا آیت کو سائنسی نقطہ ءِ نظر سے دیکھا جائے تو "اُچھلتا ہوا پانی" مادہ تولید ہے جسے سائنسی اصطلاح میں (male reproductive semen) کہتے ہیں۔ اس میں "نطفہ" (sperm cell) موجود ہوتا ہے جس سے پیدائشی عمل کی ابتداء ہوتی ہے، جبکہ (embryology) یا علم جنین کے مطابق، تین تین اندھیروں سے مراد پہلا اندھیرا، پیٹ کی اگلی دیوار (anterior abdominal wall) دوسرا اندھیرا، رحم کی دیوار (uterine wall)، اور تیسرا اندھیرا، (amnio-chorionic membrane) ہے[16]۔ جبکہ دیگر اُوپر بیان کی گئی آیات کی وضاحت قرآن خود ہی اسطرح بیان فرماتا ہے

﴿ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ﴾[17]

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے، پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا پھر تمہیں بچے کی صورت میں نکالتا ہے۔

جبکہ سورۃ المومنون کی آیات اس عمل کو کھل کر بیان فرماتی ہیں

﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ﴾[18]

ترجمہ: پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا (گوشت کا ٹکڑا) بنایا، پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا، پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا، سو اللہ بڑی برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

مندرجہ بالا تمام آیات (fertilization process)، یعنی تخلیقی عمل کو بیان کرتی ہیں جو "spermatozoon" (male gamete) "Oocyte" (female gamete) کے ملنے سے شروع ہوتا ہے اور ایک نئی تخلیق کا آغاز ہوتا ہے۔ اور بلآخر نطفہ (fertilization process) کے مخصوص مرحلے سے گزر کر (zygote) کی شکل اختیار کرلیتا ہے اور مزید مرحلے سے گزر کر (blastocyst) بن جاتا ہے جب یہ (blastocyst) رحم کی رگوں میں داخل ہوتا ہے تو وہاں (blood pooling) ہوتی ہے اور یہ رحم کی اندرونی دیوار سے چپک جاتا ہے۔ جسے قرآن "النُّطْفَةَ عَلَقَةً" کہتا ہے، اس کی ابتدائی ساخت خون کے لوتھڑے کی سی ہوتی ہے۔ پھر یہ (leech) جیسی صورت لئے لٹک جاتا ہے اور لوتھڑے کی شکل میں بتدریج تبدیل ہوتا ہے اسی کے اندر ہڈیاں بننا شروع ہوتی ہیں اور انہیں ہڈیوں پر گوشت چڑھتا ہے[19] جسے قرآن "الْعَلَقَةَ مُضْغَةً" کہتا ہے۔ یہ چبائے ہوئے گوشت کی مانند ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل تصاویر میں تخلیق کے ابتدائی مراحل دیکھے جاسکتے ہیں۔

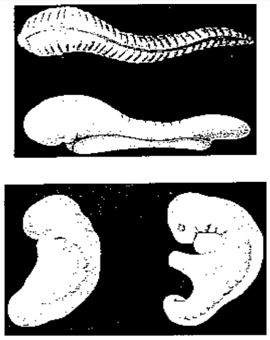

Stages of human embryo development

پہلی تصویر(initial stage of embryo)ہے یعنی ابتدائی تخلیقی مرحلہ جبکہ دوسری تصویر 24 دن بعد کے تخلیقی مراحل کو ظاہر کر رہی ہے۔[20] پھر سورۃ المومنون کی آیت کے آخری حصے میں بیان آتا ہے کہ﴿ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ﴾"انشاء" سے مُراد نئی اُٹھان ہے، اس لفظ پر غور کیا جائے تو(DNA) جس میں (Genetic material) پایا جاتا ہے جو والدین کی خصوصیات بچوں میں منتقل کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے جسکی وجہ سے ہر بشر دوسرے بشر سے مختلف خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔(DNA) کا تعلق براہِ راست، موروثی اور تولیدی خصوصیات اور صلاحیتوں سے ہوتا ہے[21] غالباً اسی وجہ سے قرآن "انشاء" کا لفظ استعمال کرتا ہے اور پھر انتہائی خوبصورتی سے انسان کی تکمیل ہوتی ہے جسے قرآن یوں بیان فرماتا ہے

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾[22]

ترجمہ: اور بے شک ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا۔

مندرجہ بالا تمام آیات کا بغور جائزہ لینے اور سائنسی تحقیقات کو زیرِ بحث لانے کے بعد یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ سورۃ الرحمٰن کی دونوں آیات ﴿ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴾اور﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ﴾ انتہائی جامعیت اور اختصار سے تمام تخلیقی مراحل کو اپنے اندر سموتی ہیں جو اس سورۃ کا گہرا مزاج ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

آیت نمبر4: ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾

بیان ہی انسان کی وہ صلاحیت ہے جو اُسے تمام مخلوقات میں ممتاز کرتی ہے۔ قوتِ گویائی کا براہِ راست تعلق انسانی دماغ سے ہے۔ جس کے مختلف حصّے مختلف (functions) کے لئے مختص ہیں۔ "کلام یا اظہارِ بیان" کے عمل میں دماغ کا جو حصہ مرکزی کردار ادا کرتا ہے، اُسے (Broca's Area) کہا جاتا ہے،

"Broca area has an important role in turning your ideas and thoughts into actual spoken words." and "Wernicke's area is mainly involved in understanding, processing speech and written language."[23]

یعنی(Broca's Area) میں الفاظ تشکیل پاتے ہیں جبکہ (Wernicke's area) میں فہم وادراک کا عمل ہوتا ہے(Broca's Area) دماغ کے پچھلے حصّے سے معلومات اور فہم وادراک حاصل کرتا ہے، اُنہیں الفاظ کی شکل دیتا ہے اور اُسے دوسروں تک بیان کے ذریعے پہنچاتا ہے۔

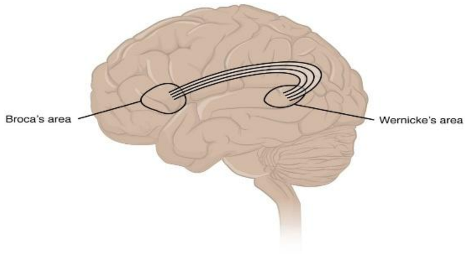

"Broca area and Wernicke's area"

اس کے علاوہ بیان وہ صلاحیت ہے جس میں زُبان، گلے، حلق کے حصے اور دماغ کے کچھ خاص حصّے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس میں بہت سارے عوامل ایک ساتھ کار فرما ہوتے ہیں۔ یہ انسان کی وہ صلاحیت کہ جس کے ذریعے وہ اپنے احساسات، اپنی فکر اور منطق دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ اسی (Intelligent speech) کی صلاحیت کی بناء پر ساری کائنات انسان کے سامنے خاموش اور اُس کے تابع ہے اور اُسے خلیفہ الارض بناتی ہے۔ تو پھر ہم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کر سکتے ہیں۔

آیت نمبر 5 اور 7: ﴿اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ﴾ (5) ﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ﴾ (7)

آیات نمبر 5 اور 7 کے اکٹھا لینے کی غرض یہ ہے کہ یہ دونوں آیات اجسامِ فلکی اور آسمان سے متعلق بیان فرماتی ہیں گویا آپس میں گہرا ربط رکھتی ہیں جبکہ آیت نمبر 6 علیحدہ سے سائنسی وضاحت طلب کرتی ہے۔ مزکورہ آیات قدرت کے اُن قوانین کی طرف توجہ دلاتی ہیں جن کی وجہ سے اس زمین پر بقا اور توازن کا بہترین نظام قائم ہے اور اسی نظام کی بدولت (water cycle)، دن اور رات، روشنی اور حرارت، موسموں کا بدلنا، دنوں، ہفتوں، مہینوں، سالوں اور زمانوں کا حساب اور اسکے ساتھ رزق کا حصول ممکن ہے مزید یہ کہ اس زمین پر ایسی مخلوق بھی ہے جنہیں (Nocturnal Animals) یعنی رات کی مخلوق کہا جاتا ہے، ان کے لئے رات اُسی طرح اہم ہے جس طرح ہمارے لئے دن، یہ شمس و قمر کا سارا حساب مخلوقات کی عین ضرورت کے مطابق ہے۔ یہ سب کچھ انہی اجسامِ فلکی کی (Revolution and Rotation) کی وجہ سے ہی ممکن ہے جو انتہائی محتاط اندازے سے اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں اسی قانون سے قرآن خود ہمیں آگاہ کرتا ہے، سورۃ الانعام میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًاوَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَحُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُالْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾[24]

ترجمہ: وہ صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنایا اور سورج اور چاند کو اندزے سے رکھا یہ ٹھہرائی گئی بات ہے قادر اور زبردست علم والے کی۔

﴿اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ﴾ اور ﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ﴾ یہ آیات (Cosmic laws) کے بارے میں تو بیان فرماتی ہیں اور ساتھ ساتھ یہ اشارہ بھی دیتی ہیں کہ یہ سب کچھ ایک خاص وقت تک ہے۔ آسمان کو بلند کیا اور اس میں توازن قائم کیا، یہاں (Cosmic balance) کا بیان ہے سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ اجسامِ فلکی طویل عرصے تک توازن میں رہتے ہیں چاند، سیارے اور، ستارے سب اپنے مدار میں کششِ ثقل اور اپنی رفتار کے توازن کی وجہ سے مستحکم رہتے ہیں اسے (Dynamical equilibrium) کہا جاتا ہے۔ مختلف معلوماتی ذرائع[25] سے حاصل کردہ معلومات کے بعد اس طرح کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ

Dynamical equilibrium in celestial mechanics refers to a stable condition in which the gravitational force pulling the body inwards is exactly balanced by the centrifugal force tendency due to its orbital motion so that the body follows a regular, long-term, stable orbit.

یعنی یہ توازن اس کائنات کے قائم و دائم رہنے کے لئے تمام اجسامِ فلکی کے درمیان پایا جاتا ہے۔ یہ آیات اللہ کی شان کو بہترین طریقے سے واضح کرتی ہیں۔

آیت نمبر 6: ﴿وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ﴾

یہ آیت (Cosmic laws) اور (Botanical laws) کی طرف بڑا واضح اشارہ کرتی ہے کہ کس طرح نباتات اور اجسامِ فلکی کا تمام نظام

تابع فرماں ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ حکم عدولی کر سکے۔ نباتات اپنے اپنے خاص نظام کے مطابق پھلتے پھولتے اور ختم ہوتے ہیں اسی طرح اجسامِ فلکی کے لئے بھی خاص اُصول ہیں جن کے وہ پابند ہیں۔ سب اللہ رب العزت کے بنائے اُصول کی پابندی اور تابع داری کر رہے ہیں عین ممکن ہے قرآن اسی اصول کی تابع ہونے کو "یَسْجُدَانِ" بیان فرماتا ہے۔

آیت نمبر10: ﴿وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ﴾

یہاں بیان آرہا ہے کہ یہ زمین مخلوق کے لئے وضع کی گئی غور کریں تو یہ آیت (Interdependence) کے (Concept) کا بیان فرماتی ہے کہ ماحولیاتی نظام میں (Organisms) ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں، یہ زمین پر جانداروں کا ایک دوسرے پر انحصار کرنے کا بیان ہے، اس سے یہ سوچ بھی اُبھرتی ہے کہ یہ آیت جتنے بھی اس دنیا میں (Biotic and Abiotic factors) کار فرما ہیں اُن کی طرف بھی تدبر کی دعوت دیتی ہے۔

(Biotic and Abiotic factors) وہ تمام جاندار اور بے جان ہیں جو اس نظام کو قائم رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جیسے جانور، پودے، پہاڑ، سورج، پانی، مٹی وغیرہ کیونکہ قرآن خود بیان فرماتا ہے

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِيْنَ﴾[26]

ترجمہ: اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے کھیلتے ہوئے نہیں بنایا۔

اس کے علاوہ زمین کے اندر جو (Decomposers) ہیں یعنی (وہ جراثیم جو باقیات کو توڑتے ہیں) یہ ماحولیاتی نظام کے لیے نہایت اہم ہیں کیونکہ اس سے ضروری غذائی اجزاء دوبارہ مٹی میں شامل ہو جاتے ہیں جنہیں پودے استعمال کرتے ہیں، فضلہ جمع ہونے سے بچ جاتا ہے، اور مردہ جانداروں کے مادّے، سادہ غیر جاندار عناصر میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن رہنمائی فرماتا ہے

﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا﴾[27]

ترجمہ: کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا۔

مکمل جائزہ لینے پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ سارا زمینی نظام مخلوق کے بسنے اور سمیٹنے کے لئے ہی ہے یہ مختصر سی آیت بہت سے (Biological and Physical) حقائق کا خلاصہ بیان کرتی ہے۔

آیت نمبر11: ﴿فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ﴾

اس آیت میں خاص طور پر کھجور کا ذکر ہے۔ کھجور کے (nutritional facts) سے آج پوری دنیا واقف ہے اور اس پر بہت سی جدید تحقیقات بھی مسلسل کی جارہی ہیں کہ یہ انسانی صحت کے لئے کیسے فائدہ مند ہے، قرآن کی کئی آیات میں بھی اس پھل کا ذکر ملتا ہے۔ یہ مرد اور عورت دونوں کے لئے یکساں طور پر فائدہ مند ہے۔ جدید تحقیق کھجور کو انتہائی فائدہ مند پھل ثابت کرتی ہے اور حاملہ خواتین کے لئے بھی بہترین پھل قرار دیتی ہے[28]۔ پھلوں کے متعلق ذکر کیا جائے تو "الْاَكْمَامِ" جمع کا صیغہ ہے جس سے مراد (covering) ہے۔ دورِ جدید میں خوراک کی (packaging) کے لئے خاص شعبے مختص کئے جاتے ہیں جبکہ قدرت ہم تک یہ تمام پھل بہترین حفاظتی تہوں اور مکمل غذائیت کے ساتھ پہنچاتی ہے۔ بے شک ذی شعور تو اپنے رب کی ان نعمتوں کا انکار نہیں کر سکتے۔

آیت نمبر12: ﴿وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ﴾

ترجمہ: اور بھوسے دار اناج اور خوشبودار پھول ہیں۔

"حَبُّ" میں تمام دانے دار اناج شامل ہیں جس کو (Healthy diet) کا اہم جزمانا جاتا ہے کیونکہ یہ (Fibre,Vitamins and Minerals) فراہم

کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، یہ اجزاء جسمانی طاقت اور متوازن نشوونما کے لیے نہایت ضروری ہیں۔ لفظ " الْعَصْفِ " سے مراد "بھوسا" ہے جس کے بہت سے فوائد ہیں۔ یہ (Gardening, Biofuel, Cattle forage, Building material) میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کو (Husk) "بھوسے سے ڈھکا ہوا اناج" کے مفہوم میں بھی لیا جاتا ہے۔ اس کو (Energy- production, Animal feed and Environmental remediation) کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس سے مختلف صنعتیں فوائد حاصل کرتی ہیں جیسے (Agriculture, Food preparation and Building) وغیرہ گویا اس ایک لفظ "الْعَصْفِ" کا بیان کوزے میں دریا کی مانند ہے کہ اس میں ہمارے لئے ان گنت فوائد ہیں۔ "الرَّيْحَانُ" کو مفسرین "خوشبودار پھول" بیان کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے صرف جسمانی ضرورت ہی نہیں بلکہ انسانی فطری ذوق اور نفسیاتی راحت کو بھی اہمیت دی ہے۔ خوشبو انسان کے دل و دماغ پر مثبت اثر ڈالتی ہے اسی وجہ سے دنیا بھر میں "اروماتھراپیز" دی جاتی ہیں یعنی خاص خوشبوؤں کے ذریعے دل و دماغ کو پُرسکون کیا جاتا ہے تاکہ عملی زندگی میں بہتر کارکردگی حاصل ہو سکے۔

آیت نمبر15:﴿وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ﴾

امام قرطبی اپنی تفسیر میں مختلف اقوال درج کرتے ہیں کہ جنات کی تخلیق خالص آگ کے اس شعلے سے فرمائی گئی جو عین بیچ سے نکلتا ہے اور سب سے زیادہ بلند نظر آتا ہے جبکہ یہ رائے بھی بیان فرماتے ہیں کہ یہ ایسا شعلہ ہے جو مضطرب ہو کر لپکے اور آپس میں مل جائے۔[29] جبکہ سائنس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ آگ مختلف طرح کی ہوتی ہے۔ مختلف ایندھن جو دنیا میں اس وقت استعمال ہو رہے ہیں اُن سب کی آگ ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں در حقیقت جب مختلف دھاتیں شعلے کے زیر اثر آتی ہیں تو ہر دھات مخصوص (wavelength) کی روشنی خارج کرتی ہے جس کے نتیجے میں شعلہ مختلف رنگوں کا نظر آتا ہے آگ کی (Complete combustion) ہونے پر یہ نیلے رنگ کی نظر آتی ہے۔ اور اگر (Complete combustion) نہ ہو تو یہ مختلف رنگوں کی نظر آتی ہے۔ سائنس اسکی وجہ جو بتاتی ہے اس کو آسان الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ

"The colours seen in flames are produced by the movement of electrons within the metal ions found in compounds."[30]

مفسرین اس جانب بھی اشارہ کرتے ہیں کہ جنات کو مختلف قسم کی آگ سے پیدا کیا گیا۔ قرآنِ کریم بھی اس معاملے میں رہنمائی فراہم فرماتا ہے، لیکن چونکہ جنات انسانی حواسِ خمسہ کی دائرہ کار سے باہر ہیں چنانچہ سائنس ان کی تخلیق پر کوئی خاص موقف اختیار نہیں کرتی۔ تاہم، مابعد الطبیعات کے ماہرین کا دعویٰ ہے کہ انسان کے اندر کچھ ایسی فوق الفطرت صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں، جن کے ذریعے بعض حقائق کو دریافت کرنے میں مدد ملتی ہے اور وہ حواسِ خمسہ سے حاصل نہیں ہو سکتے۔[31] لہٰذا جنات ایسی مخلوق ہیں جن پر وثوق کے ساتھ کچھ بھی کہنا ممکن نہیں اسی لئے اللہ رب العزت فرماتا ہے

﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا﴾[32]

ترجمہ: اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بہت ہی تھوڑا ہے۔

آیت نمبر17:﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾

یہ آیت ایک طرف تو سورج کے خاص حساب سے چلنے کی خبر دیتی ہے تو ساتھ ساتھ اللہ رب العزت کا "رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ" اور "رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ" ہونے کا بھی بیان فرماتی ہے۔ جس کی تصدیق قرآن کی یہ آیت بھی کرتی ہے۔

﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اِنَّا لَقَادِرُوْنَ﴾[33]

"پس میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی ہم یقیناً قادر ہیں۔"

لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ "الْمَشْرِقَيْنِ و الْمَغْرِبَيْنِ"، "الْمَشَارِقِ والْمَغَارِبِ" میں کیا فرق ہے۔ سائنس کے مطابق سورج ہر نئے دن کے ساتھ آہستہ آہستہ پورا سال اپنے طلوع اور غروب ہونے کی جگہ تبدیل کرتا رہتا ہے اسی لئے قرآن "الْمَشَارِقِ" اور "الْمَغَارِبِ" کہہ کر جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے جبکہ "الْمَشْرِقَيْنِ" و "الْمَغْرِبَيْنِ" سے مراد ہے کہ سورج کے پوراسال روز جگہ تبدیل کرنے سے ایک (arc) یا کمان جیسا بنتا ہے "الْمَشْرِقَيْنِ و الْمَغْرِبَيْنِ" ان دوانتہائی مقامات کی طرف اشارہ ہے جن کے درمیان سورج کی روزانہ حرکت واقع ہوتی ہے۔ پورے سال میں سورج افق پر طلوع و غروب کے مقامات سے جو (arc) جیسا بناتا ہے، اسی کا درمیانی نقطہ وہ حیثیت رکھتا ہے جسے اعتدالین (Two Equinoxes) کہا جاتا ہے۔ سال میں دو مرتبہ مارچ اور ستمبر کے آخر میں ایسے دن آتے ہیں جب پوری دنیا میں دن اور رات تقریباً برابر ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دنوں سورج بظاہر آسمانی خطِ استوا (celestial equator) کو کاٹ کر گزرتا ہے، یعنی سورج کی راستہ نما لکیر (ecliptic) استوائی خط سے متقاطع ہوتی ہے۔ جغرافیائی محلِ وقوع (location) کے اعتبار سے ان تاریخوں میں معمولی فرق واقع ہو سکتا ہے، لیکن اصولی طور پر اعتدالین ہر سال انہی دو اوقات میں واقع ہوتے ہیں[34]۔ مندرجہ ذیل سائنسی اصطلاح اور تصویر سے اس بات کو سمجھنا اور آسان ہو جاتا ہے۔

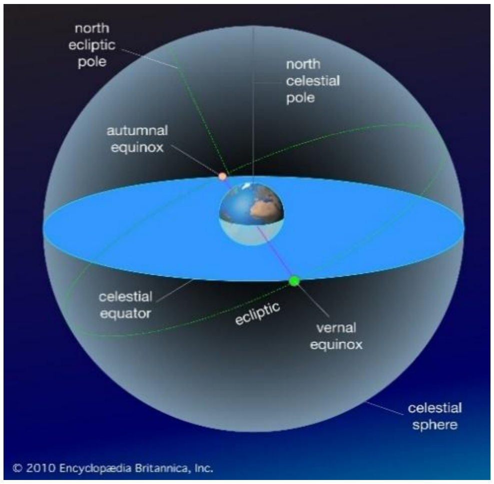

(Description of two equinoxes)

"The ecliptic plane is tilted at an angle of 23.5 degrees which relates to the celestial equator, aligns with the tilt of Earth's axis."[35]

مندرجہ بالا تصویر میں ان دونوں مقامات کو بآسانی دیکھا جا سکتا ہے، اس کو آسان الفاظ میں اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ زمین کی گردش اور اس کے محوری جھکاؤ کے باعث سورج کے طلوع و غروب کے مقامات ہر روز بدلتے رہتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں "الْمَشْرِقَيْنِ"، "الْمَغْرِبَيْنِ" کا ذکر ان دوانتہاؤں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو سورج کے سال بھر بدلتے ہوئے طلوع و غروب کے دوانتہائی نقاط ہیں، جو ایک قسم کی سالانہ حرکت (arc) کے آخری سرے ہیں جو سال میں مارچ اور ستمبر کے آخر میں آتے ہیں ،جب (ecliptic plane)، (celestial equator) کو کاٹ کر گزرتا ہے۔ جبکہ "رَبُّ الْمَشَارِقِ وَرَبُّ الْمَغَارِبِ" کا مفہوم یہ ہے کہ سورج کے طلوع و غروب کے تمام مقامات، جو پورے سال میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں یہ حقیقت دراصل خالقِ کائنات کے کامل اقتدار، نظم و توازن اور قدرتی قوانین پر اس کی حاکمیت کو ظاہر کرتی ہے۔

آیت نمبر 19 اور 20: ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ﴾ (19) ﴿بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ﴾ (20)

سورۃ الرحمٰن کی مندرجہ بالا دونوں آیات کو سورۃ الفرقان کی مندرجہ ذیل آیت مزید واضح کرتی ہے کہ

﴿وَهُوَ الَّذِىْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا﴾[36]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملا دیا، یہ میٹھا خوشگوار ہے اور یہ کھارا کڑواہے، اور ان دونوں میں ایک پردہ اور مستحکم آڑ بنادی۔ اسکے علاوہ مزید سورۃ نمل کی آیت بھی یہی بیان فرماتی ہے۔

﴿وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا﴾[37]

ترجمہ: اور دو پانیوں کے درمیان پردہ بنا دیا۔

دو پانی رواں کئے، اس سے مراد (Fresh water) ہے کہ ایک میٹھا اور خوشگوار ہے اور دوسرا (Sea water) جو کھارا اور نمکین ہے اور دونوں کے درمیان پردہ یا آڑ ہے۔ سائنس کے مطابق یہ آڑ اِن پانیوں کی (Densities) کی وجہ سے ہے، اور (Densities) مختلف ہونے کی وجہ سے ان کے درمیان (Natural barrier) موجود رہتا ہے جو ان کو آپس میں ملنے نہیں دیتا۔ اسکے علاوہ (Crust of earth) یا زمین کی اوپری سطح بھی زمین کے اندر موجود پانی کے لئے "آڑ" ہے۔ مفسرین کے درمیان یہ رائے بھی پائی جاتی ہے کہ یہ سب اس لئے ہے کہ انسان فائدہ اُٹھا سکے، ان میں سے ایک پانی دوسرے پانی کی حفاظت کرتا ہے۔

آیت نمبر 22: ﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ﴾

یہ آیت "موتی اور مرجان" کے پانی سے نکلنے کا بیان فرماتی ہے۔ موتی دراصل سیپ سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ ان کی تخلیق کا عمل قدرت کا ایک نہایت حسین کرشمہ ہے۔ جب کسی سیپ کے اندر مٹی کا ایک باریک ذرّہ یا کوئی ننھا جاندار جسے عام طور پر (irritant) یا (parasite) کہا جاتا ہے داخل ہو جاتا ہے، تو سیپ کے اندر موجود جاندار اپنے تحفظ کے لیے ایک مخصوص رطوبت خارج کرتا ہے۔ یہ رطوبت اس بیرونی ذرّے کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس پر اسی رطوبت کی تہیں بار بار بنتی جاتی ہیں، جنہیں (nacre) کہا جاتا ہے۔ یہ (nacre) دراصل کیلشیم کاربونیٹ اور (Conchiolin) کی مضبوط تہوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہی مادّہ سیپ کے خول (shell) کی تشکیل میں بھی شامل ہوتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ جب یہ عمل کئی بار دہرایا جاتا ہے تو موتی بڑا اور زیادہ قیمتی بنتا جاتا ہے۔ موتی کھارے اور میٹھے دونوں اقسام کے پانیوں سے حاصل کیے جاتے ہیں[38]۔ مرجان جسے (Red Coral) بھی کہا جاتا ہے، ایک ایسا قیمتی پتھر ہے جو موتی کے علاوہ سمندر سے حاصل ہوتا ہے۔ مرجان دراصل ایک سمندری جاندار (Polyps) کی کالونی سے بنتا ہے۔ یہ نہایت باریک حیوانات ہوتے ہیں جو ہزاروں کی تعداد میں اکٹھے ہو کر ایک ٹھوس ڈھانچہ تشکیل دیتے ہیں جسے (Coral) کہا جاتا ہے۔ یہ (polyps) سمندری پانی میں موجود کیلشیم کاربونیٹ سے اپنا سخت خول تیار کرتے ہیں اور ایک خاص درجہ حرارت میں بڑھتے ہیں۔ ان کے جسم کے اندر موجود (algae) "نباتاتی جاندار" کی وجہ سے ان کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ جب یہ (polyps) مر جاتے ہیں تو ان کے بنائے ہوئے سخت ڈھانچے باقی رہ جاتے ہیں، اور انہی ڈھانچوں کو نکال کر تراشا اور چمکایا جاتا ہے، جو مختلف رنگوں میں پائے جاتے ہیں۔ انہی کو تراش کر مرجان کے جواہرات بنائے جاتے ہیں۔[39]

سورۃ الرحمٰن کی یہ آیات انسانی ذہن کو اللہ کی شان کی طرف بہترین طریقے سے متوجہ کرواتی ہیں کہ اس نے کس طرح ہمارے ذوق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمارے مُعاش کا انتظام بھی کیا اور اپنی قدرت کے نمونے بھی دکھائے۔

آیت نمبر 24: ﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ﴾

اس آیت میں بڑی خوبصورتی سے قدرت کے قوانین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پانی میں اللہ تعالیٰ نے بیک وقت ڈوبنے اور سطح پر تیرنے دونوں کی صلاحیت رکھی ہے۔ اگر کسی مادّے کو اس طرح پھیلایا جائے کہ اس کی کثافت (Density) پانی کی کثافت سے کم ہو جائے، تو وہ پانی پر تیرنے لگتا ہے۔ اس مظہر کو (Buoyancy) کہا جاتا ہے[40]۔ پانی میں ایک اور قدرتی قوت موجود ہوتی ہے جسے اُچھال (Upthrust) کہا جاتا ہے، جو ہر ڈوبی ہوئی شے پر نیچے سے اوپر کی طرف اثر انداز ہوتی ہے۔ یہی قوت کسی جسم کو تیرنے کے قابل بناتی ہے۔ اگر پانی میں یہ خصوصیت نہ ہوتی تو کوئی بھی شے سطح پر تیرتی نہیں رہ سکتی تھی۔ قرآنِ مجید میں جب اللہ تعالیٰ سمندر اور دریا کے نظام کا ذکر فرماتا ہے، تو اس میں محض مظاہر قدرت کی بات نہیں بلکہ ایک گہرا سائنسی اشارہ بھی پوشیدہ ہوتا ہے کہ ہر چیز اللہ کے مقرر کردہ توازن (Balance) کے تحت قائم ہے۔ اسی توازن کی بدولت کشتیاں اور جہاز پانی پر تیرتے ہیں، کیونکہ پانی ان پر اُچھال پیدا کرتا ہے یہ قوت ان کے وزن کے مخالف سمت میں عمل کرتی ہے۔ اسے سائنسی اصطلاح میں (Buoyancy) کہا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ غور کریں تو بحری جہازوں کے تیرنے میں ہواؤں کا بھی بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ یہ ہوائیں خالق کے مکمل اختیار، قدرت اور اس کی رحمت کا مظہر ہیں کہ سب کچھ انسان کے لئے مسخر کر دیا جس میں اسکے لئے فائدے ہیں۔

آیت نمبر33: ﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ﴾

اس مقام پر یہ بتانا مناسب ہو گا کہ یہ آیت مشکلاتِ قرآن میں سے ہے۔﴿أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ یہ الفاظ غور طلب ہیں۔ "أَقْطَارِ الْأَرْضِ" کو سائنس بہت سے معنوں میں لیتی ہے جیسے

Earth's internal boundaries, Earth's Atmospheric boundaries, Earth's Magnetic field and Gravity, Earth's Hydrosphere and Biosphere boundaries, Earth's boundary with Space.

اور "أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ" پر بات کی جائے تو اس کے بھی کئی سائنسی پہلو ہیں اور اس کو کئی طریقوں سے سمجھا جا سکتا ہے جیسے

(Atmospheric boundaries, Astronomical boundaries, Perceptual boundaries) وغیرہ

جدید سائنسی تحقیقات ہمیں اس حقیقت سے بھی رُوشناس کرواتی ہے کہ اجسامِ فلکی کی (Life cycle) ہے اور جب یہ اپنے آخری وقت کو پہنچتی ہے تو یہی بڑے بڑے ستارے اپنی ہی کشش ثقل جو کہ عین وسط میں پائی جاتی ہے، اسی کی وجہ سے یہ منہدم ہو کر ختم ہو جاتے ہیں اور اپنے پیچھے ایک "کالا سوراخ" چھوڑ جاتے ہیں، جسے سائنس (Black hole) کہتی ہے۔ ان میں کشش یا کھینچنے کی طاقت اس حد تک ہوتی ہے کہ اس کے پاس سے کوئی شے بھی گزر جائے تو یہ اس کو اپنے اندر کھینچ لیتی ہے، ان کے اندر وقت تھم جاتا ہے، کوئی مادہ اس کے پاس سے گزر نہیں سکتا یہاں تک کہ روشنی بھی اس سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ یہ قوت اتنی شدید ہے کہ پہلے یہ کسی بھی مادہ شے کو کھینچتی ہے، اس میں انتہائی تناؤ پیدا کرتی ہے ور پھر اسے بُری طرح کچل دیتی ہے، یہ (Black hole) اپنے اندر کثیر تعداد میں مادہ اور توانائی رکھتے ہیں اور وقتِ معین آنے پر اس مادہ اور توانائی کو خارج کر کے پھٹ جاتے ہیں، اور معدوم ہو جاتے ہیں [41]، ممکن ہے یہی (Astronomical boundaries) "أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ" ہوں کہ جس سے انسانوں اور جنوں کے لئے باہر نکل جانا اُن کی استطاعت سے باہر ہو اور یہی اُن کی حد ہو جس سے وہ کسی بھی طرح تجاوز نہیں کر سکتے، اور اسی سے " لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ" کی بھی وضاحت ہوتی ہے۔ اس میں ابھی سائنس کے لئے بہت کچھ تسخیر کرنا باقی ہے "أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ" کو جاننے کے لئے ابھی سائنس کے لئے بہت سے میدان باقی ہیں اور ان سب کے لئے وقت سب سے بڑی قید ہے۔

اس کائنات میں ہر وقت توڑ پھوڑ اور تشکیل نو کا عمل جاری ہے۔ انسانی جسم اور زمین کی تشکیل میں تقریباً بانوے عناصر موجود ہیں یہ سب بے شمار اجسامِ فلکی کی تباہی اور تخلیق کے عمل کے بعد معرضِ وجود میں آئے ہیں اور یہ سلسلہ یوں ہی رواں دواں ہے [42]۔ الغرض یہ کائنات جامد نہیں۔

خلاصہ بحث:

سورۃ رحمٰن میں موجود مخفی سائنسی حقائق کا قرآنی دلائل اور جدید تحقیقات کی روشنی میں تفصیلاً جائزہ لینے کے بعد اس سورۃ کا مزاج واضح ہوتا ہے کہ یہ بڑے بڑے سائنسی حقائق اور گہرے مضامین کو انتہائی جامعیت اور اختصار کے ساتھ بڑی شان سے اپنے اندر سموتی ہے اور متعدد سائنسی پہلوؤں پر بیک وقت مکمل گرفت رکھتے ہوئے دنیا کے مادی مظاہر اور آخرت کی لامتناہی کا موازنہ کر کے شعور کو اُجاگر کرتی ہے۔

حوالہ جات:

---

[1](67:19سورۃمریم),Surah Marium 19:67

[2](7:32سورۃالسجدہ),Surah al-Sajda 32:7

[3] https://doi.org/10.1007/978-3-642-14512-4_13(Accessed on 25 0ct.2025)

[4] (26:15سورۃالحجر),Surah al-Hijr 15:26

[5] *E Book Soil-Science* 16.04.(2020).pdf, pg:72 (Accessed on 26 0ct. 2025)

[6] Bot, Alexander, Benites, Jose (2005), *The importance of soil organic matter*, pg:13, FAO publications, Rome, Italy.

[7] Bot, pg:73-

[8](11:37سورۃالصافات),Surah al-Saffat 37;11

[9] Weil, Ray R. and Brady, Nyle C., (2017), *The Nature and Properties of Soils*, 15th ed. New Jersey: Pearson publication

[10] (12:23سورۃالمومنون),Surah al-Muminoon 23:12

[11] (6:86سورۃالطارق),Surah al-Tariq 86:6

[12] (20:77سورۃالمرسلات),Surah al-Mursalat 77:20

[13] (30:23سورۃالمومنون),Surah al-Muminoon 23:30

[14] (2:96سورۃالعلق),Surah al-Alaq 96:2

[15] (6:39سورۃالزمر),Surah al-Zumr 39:6

[16] Wahid, Prof. P.A (2015*), The Quran: Scientific Exegesis*, pg:69, ResearchGate publications

[17] (67:40سورۃالمومن),Surah al-Momin 40:67

[18] (14:23سورۃالمومنون),Surah al-Muminoon 23:14

[19] احمد، اسرار، ڈاکٹر، جون(2015)، بیان القرآن، جلد:5، ص:170-168، انجمن خدام القرآن، خیبر پختونخواہ ، پاکستان

[20] Wahid, Prof. P.A (2015*), The Quran: Scientific Exegesis*, pg:71, ResearchGate publications

[21] کریم، پروفیسر، ڈاکٹر، فضل، قرآن کے جدید سائنسی انکشافات، (2003)، ص:20، فروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ، لاہور، پاکستان

[22] (4:95سورۃالتین),Surah al-Teen 95:4

[23] *part-of-the-brain-controls-speech*, Jacquelyn Cafasso, 2019(Accessed on 26 Nov.2025)

[24](96:6سورۃالانعام),Surah al-Ana'am 6:96

[25] 1. Encyclopaedia Britannica, "*Circular Orbits*," (Accessed Nov. 23, 2025) https://www.britannica.com/science/mechanics/Circular-orbits.

[26] (16:21سورۃالانبیاء),Surah al-Anbiya 21:16

[27] (25:77سورۃالمرسلات),Surah al-Mursalaat 77:25

[28] Nizam, AM Yusoff, NFZ Nazri, NAR Khalaf,(2016) ,*The Descriptions of Date Palms and an Ethnomedicinal Importance of Dates Mentioned in the Quran,* Mediterranean J of social sciences,vol:7,No.2, Rome, Italy

[29] قرطبی، امام، محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح ابو عبداللہ، اکتوبر(2012)، تفسیر قرطبی، جلد:9، ص:173، مترجم: مولانا ملک محمد بوستان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان۔

[30] *Flame Tests*(Accessed on 26 Nov. 2025)

[31] امروہوی، رئیس، (2013)، نفسیات و مابعد النفسیات، ویلکم بُک پورٹ، اُردو بازار، کراچی، پاکستان۔

[32] (85:17سورۃالاسرہ),Surah al-Isra 17:85

[33] (40:70سورۃالمعارج),Surah al-Ma'arij 70:40

[34] https://education.nationalgeographic.org/resource/equinox (Accessed on 24 Nov.2025)
[35] http://hyperphysics.phy-astr.gsu.edu › h base › eclip (Accessed 24 Nov. 2025)
[36] (سورۃ الفرقان25:53),Surah al-Furqan 25:53
[37] (سورۃ النمل27:61),Surah al-Naml 27:61
[38] الحمیدی،عبد العزیز بن عبداللہ،(2006)،ص؛857-856،تفسیر ابنِ عباس مرویات فی التفسیر من کتب السنہ،مرکز البحث العلمی،جامعہ اُم القراء
[39] Red Coral from Corsica documentary of Patrick Voillot .(Accessed on 18 Nov.2025)
[40] https://www.britannica.com/science/buoyancy(Accessed on 25 Nov.2025)
[41] *Black Hole Mentioned In Quran*(Accessed on 25 Nov.2025)
[42] محمود، سلطان بشیر، قیامت اور حیات بعد الموت،(2010)ص:71-72،دار الحکمت انٹر نیشنل، ناظم الدین روڈ، اسلام آباد، پاکستان